عبدالرشید ارشد

ایٹمی سائنسدان اور دینی مدارس

مُحسن فروختند وچہ ارزاں فروختند!

تحریف کے مرتکب ہونے کا ہمیں احساس ہے کہ اصل بات ''قومے فروختند وچہ ارزاں فروختند'' ہے۔ قوم فروشی بھی اگر چہ امرِ واقع کے طور پر ہر کسی کے سامنے ہے مگر یہ کہہ کر ''قومی سطح کے جرم'' میں ملوث ہو کر ''منزل کھوٹی'' نہیں کرنا چاہتے ۔ یہ فیصلہ تاریخ لکھنے والوں کے سپرد کر کے ہم یہاں صرف محسن فروشی تک اپنی بات محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ قوم فروش جانے اور مستقبل کا مؤرخ جانے ۔ ہم یہ جرم بھی اپنے سر لینے پر آمادہ نہیں ہیں کہ ''پیسے کیلئے پاکستانی اپنی ماں تک فروخت کر دیتے ہیں'' یہ الفاظ ایک مبینہ پاکستانی ''دہشت گرد'' کو مقدمہ میں امریکی وکیل نے کہے تھے۔ امریکی وکیل کے ان الفاظ پر پاکستانی قوم کی غیرت جاگ اٹھی تھی۔ ہمارے ہاں غیرت جس تیزی سے جاگتی ہے، اسی تیزی سے سو بھی جاتی ہے، جس کے مظاہر اکثر دیکھنے میں آتے ہیں۔

سرکاری غیرت اور عوامی غیرت میں بھی دیسی اور بدیسی (Local and Imported) مال کی طرح فرق ہے کہ اقتدار کی غیرت بیانات کی حد تک امپورٹڈ مال کی طرح چمک دمک والی ہوتی ہے جبکہ عوامی غیرت سیلاب کے ریلے کی طرح بگڑی اُکھڑی، کہ ہر شے بہالے جاتی ہے۔ اقتدار کی غیرت کا وزن سکوں میں تولا جاسکتا ہے مگر عوامی غیرت انگڑائی لے لے تو اِسے تولنا محال ہے۔ ہم بات کرنا چاہ رہے تھے محسن فروشی کی اور آغاز میں غیرت نے راستہ روک لیا۔ غور کیا تو معلوم ہوا کہ وطن فروشی ہو یا محسن فروشی دونوں کا غیرت وحمیت سے گہرا رشتہ ہے اور سیانے ہمیشہ یہ کہتے رہے ہیں کہ ''ناخن سے گوشت جدا نہیں ہوسکتا'' محسن فروشی ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ہے، یہ بڑے دل گردے والے بے حمیت و بے غیرت لوگوں کے کرنے کا کام ہے۔

عالمی دہشت گرد امریکہ نے امارت اسلامی افغانستان کے سربراہ ملا محمد عمر مجاہد سے کہا کہ اگر میرے غیظ وغضب سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو اسامہ بن لادن کو میرے سپرد کر دو۔ ملا محمد عمر مجاہد نے وحشت ودہشت کی علامت بش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا کہ اسامہ افغانستان کا محسن ہے اور ہم محسن فروش نہیں ہیں کہ تمہارے پیش کردہ ''فوائد'' کے بدلے اُسے سپرد کر دیں۔ امریکہ کیلئے یہ انوکھا تجربہ تھا کہ اس سے قبل وہ ''فوائد'' کی پیش کش کے بغیر ''اسلامی جمہوریہ'' پاکستان کی سیاسی قیادت سے مبینہ دہشت گرد کانسی اور رمزی حاصل کر چکا تھا۔ پاکستان بھی مسلمان ہی تو ہے جس نے تعاون کیا مگر افغانستان کیسا اسلامی ملک ہے؟ جس نے ''فوائد'' اور دھمکی دونوں کو ٹھکرا دیا۔ امریکہ نہیں جانتا تھا کہ ایک جگہ

نسلی اسلام ہے تو دوسری جگہ شعوری ہے۔

''اسلامی جمہوریہ'' پاکستان میں محسنوں کی کمی نہیں ہے۔بعض سے ہم نے پہلے جان چھڑالی، جیسے حکیم محمد سعید شہید اور بعض سے اب جان چھڑانے کیلئے امریکہ بہادر سے مدد لی جارہی ہے مثلاً محبِ وطن ایٹمی سائنسدان محترم عبدالمجید، سلطان بشیر الدین محمود اوران کے ساتھی۔ان سب کا ''گناہِ عظیم'' استحکامِ وطن کیلئے دفاعی صلاحیت میں ایٹم بم کا اضافہ کرنا ہے۔سلطان بشیرالدین محمود اوراُن کے پس دیوارِ زنداں رفقاء کی حب الوطنی ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔یہ وہ ''لوگ'' ہیں، جن کی جوانیاں اور جن کی ادھیڑ عمری کا ایک ایک لحہ استحکامِ وطن کیلئے صرف ہوا، جس پر اہل وطن گواہ ہیں۔یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صبح، دوپہر، شام بلکہ رات بھی اپنا آرام تج کر کے ملکی دفاع کو ناقابل تسخیر بنانے کی محنت کی۔اقتدار نے بعض کو تمغہ امتیاز سے نوازا۔

''اسلامی جمہوریہ'' پاکستان کے یہ محسن، جن کے سینوں میں ملت مسلمہ کا درد ہے، کفر کی آنکھوں میں کھٹکتے رہے اور وہ ہمیشہ سے موقع کی تلاش میں رہے کہ جس قدر جلد ہو یہ کانٹے نکال دیئے جائیں۔چنانچہ اسامہ بن لادن کو دہشت گردوں کا ''سرغنہ'' قرار دے کر عالمی سطح کی غنڈہ گردی کا آغاز کرنے اور اپنے ''طے شدہ دشمنوں'' پر ہاتھ ڈالنے کا جواز نکالا۔تب دشمن ''نمبرا'' افغانستان اور پاکستان کے ایٹمی سائنسدان ٹھہرے۔

''اسلامی جمہوریہ'' پاکستان کی قیادت کو ڈالروں کی بارش، جس میں ''امداد کی رحمت'' نہ ہونے کے برابر ہے اور قرض مع سود کی زحمت ولعنت زیادہ ہے نے اس قدر غیرت وحمیت سے عاری بنادیا کہ ''امریکی خواہش کے احترام'' میں اپنے قوم کے محسنوں کو گرفتار کرلیا اور یہی نہیں بلکہ امریکی ایجنسیوں کے کتے ان پر چھوڑ دیئے کہ وہ قوم کی اس مقدس امانت کو جس طرح چاہیں نوچیں اور بھنبھوڑیں۔اناللہ اناالیہ راجعون۔

چشمِ فلک نے یہ بے بصیرتی و بے حمیتی کب دیکھی ہوگی؟ اقتدار نے امریکی وکیل کے ان الفاظ کی تائید کرنا ضروری سمجھا کہ پاکستانی قوم چند ڈالروں کے بدلے ماں یا مادرِ وطن کی آبرو فروخت کردیتے ہیں اور حیرت ہے کہ امریکی وکیل کے ان الفاظ پر غیرت وحمیت کا اظہار کرنے والے آج منقار زیرِ پر ہیں۔آج حکومت کے کارندے امریکی یورپی نوازشات تو گن گن کر بتارہے ہیں۔مگر اس قومی المیے پر خاموش ہیں۔محسن فروشی کی یہ بدترین مثال ہے خصوصاً اس ملک میں جو اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا اور جو باقی مسلم ممالک میں سرخیل سمجھا جاتا ہے۔محسن کشی کی دوسری مثال پہلی سے بھی نتائج کے اعتبار سے، بھیانک اور اذیت ناک ہے کہ پہلا ''قتل'' افراد کا ہے تو دوسرا اداروں کا ہے۔

کسی بھی نظریاتی مملکت میں، مملکت کی تخلیق اس کی تعمیر واستحکام کی ضمانت صرف انہی اداروں کے ذریعے ممکن ہوتی ہے جو اس کے بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ ہوں اور اسی بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ افراد پیدا کریں جو تخلیق سے

استحکام تک کے تمام تقاضے پورے کرتے رہیں۔

''اسلامی جمہوریہ'' پاکستان کی بنیاد اسلام ہے اور اس نظریہ کی آبیاری مختلف مکاتیبِ فکر کے تحت چلنے والے دینی ادارے حکومت پر بوجھ بنے بغیر کر رہے ہیں۔ ان اداروں کا ملتِ مسلمہ پر احسان ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح محض چندوں کے بل بوتے پر دین کی تعلیم پھیلا رہے ہیں۔ یوں یہ ادارے قوم کے محسن ہیں۔ کمال اتاترک کے چاہنے والے امریکی ڈالروں سے جھولیاں بھرنے کی امید میں، ان پر کاری ضرب لگانے کو ہیں۔

اقتدار کو گلہ ہے کہ یہاں ''دہشت گرد تیار ہوتے ہیں''۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ حکومت کی ایجنسیوں کی نااہلی کے سبب یہود و نصاریٰ کی گہری اور لمبی منصوبہ بندی کے سبب ان دینی اداروں میں ہی نہیں، سیاسی و سماجی اداروں اور اقتدار کی غلام گردشوں تک میں یہ دہشت گرد موجود ہیں۔ دینی اور سیاسی جماعتوں کو چھوڑیئے کہ ان میں چور پکڑنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اعلیٰ سرکاری مشینری اور این جی اوز مافیا کے متعلق کیا خیال ہے؟ دہشت گردی صرف ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے جہاز ٹکرانے کا نام نہیں۔ امریکہ کی ہر پالیسی اور ہر فعل دہشت گردی کی بدترین مثال ہے۔

دارالعلوم دیو بند کے مہتمم صاحب کے پاس ایک مہمان بیٹھے تھے کہ ایک طالب علم نے آ کر اپنی کتب کے چوری ہونے کی شکایت کی۔ مہمان نے تعجب سے کہا کہ حضرت! طالب علم بھی چوری کرتا ہے؟ مہتمم صاحب کا جواب بڑا چشم کشا تھا، فرمایا کہ ''طالب علم تو کبھی چور نہیں ہوتا، البتہ چور طالب علم کے بھیس میں داخلہ لے سکتا ہے''۔ دینی اداروں یا دینی مدارس میں دہشت گرد نہیں ہوتے مگر بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ بھیس بدل کر دہشت گرد یہاں آتے ہیں اور یہ صرف اس لئے ممکن بنتا ہے کہ گروی ضمیر والی حکومت کی ایجنسیاں ان کو خود ''پلانٹ'' کرتی ہیں۔

حکومت کا نقطۂ نظر ہے کہ دینی مدارس ایسے روبوٹ تیار کرتے ہیں جو بٹن دبانے پر وہی کچھ کرتے ہیں، جس کا انہیں حکم ملتا ہے، جس نے بھی کہا، درست کہا، مگر اقتدار کے نشے میں بھول گیا کہ دینی مدارس سے کہیں زیادہ بڑے اور ''عقلمند'' روبوٹ حکومت کے زیر سایہ مختلف شعبہ جات میں، ان کی اکیڈیمیوں میں تیار ہوتے ہیں جہاں Yes Sir کے علاوہ کچھ ہوتا ہی نہیں۔ یہ تو صرف بے چارے ضیاء الحق مرحوم کی مثال ہے کہ ایک بار No Sir کہہ گئے۔ دینی مدارس کے ''روبوٹ'' قوم و وطن کے محسن تھے اور امریکہ ان محسنین کو ختم کرنا چاہتا ہے۔

اگر عقل و شعور ساتھ نہ چھوڑ گیا ہو تو طالبان بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کے محسن تھے کہ کم و بیش اڑھائی ہزار کلو میٹر بارڈر ہر طرح محفوظ تھا۔ افغانستان کے عوام پاکستان کے ملت مسلمہ کے دکھ درد کے ساتھی تھے۔ روس کے خلاف انہوں نے تحفظِ پاکستان کی طویل جنگ لڑی۔ بے مثال قربانیوں کی تاریخ لکھی مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کو امریکی برطانوی خواہش کے مطابق، یہ اسلام پسند نہ تھا۔ یہ اسلام حریت و غیرت، جرأت و استقلال کا درس دیتا تھا جب کہ ہماری

ضرورت ''بے ضرر'' اسلام کی تھی لہٰذا اسلام کو عالمی سطح پر قابلِ قبول بنانے کی راہ میں رکاوٹ طالبان کا قلع قمع کرنا ضروری تھا۔ معاملہ دینی مدارس کا ہو یا طالبان کا، ان کا حقیقی دشمن یہودی ہے جس نے بڑی چابکدستی سے اپنے غلام امریکہ و برطانیہ سے کام لیا ہے۔

''ہم خدا (کے تصور) کو نیست و نابود کر دیں گے۔ مذہبی رہنماؤں کی راہ میں طے کردہ فیصلے، زمین پر خدا کی حاکمیت کے تابع ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے یہ لازم ہو گیا ہے کہ ہم غیر یہود (گوئم) کے تصورِ خدا کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ مادی فوائد اور حسابی قاعدے لے آئیں'' (Protocols,4:3)

یہاں سوچنے والا یہ سوچتا ہے کہ مذکورہ منصوبے پر عمل کون کرے گا؟ یہ کام کیسے ہوگا؟ اسے یہودی منصوبہ سازوں کی اپنی منصوبہ بندی میں ملاحظہ فرمایئے۔

☆''(جہاں ہم کامیاب ہوں گے) عوام میں سے جو انتظامیہ بھی ہم منتخب کریں گے، اپنی (یہودکی) وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے ہوگی۔ وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہوں گے۔ بلکہ بچپن سے کرۂ ارض پر حکمرانی کے لئے زیرِ تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہوں گے، جو بہروں کی طرح ہمارے ''ماہرین''، ''مشیروں'' اور ''دانشوروں'' کے اشارۂ ابرو کو سمجھیں گے، عمل کریں گے'' ☆(Protocols,2:2)

یہود و نصاریٰ کے تیار کردہ یہ سرکاری روبوٹ اپنے آئینے میں ہر کسی کو روبوٹ دیکھتے ہیں اور پھر روبوٹ میں فیڈ کئے گئے بدیسی پروگرام کے مطابق دیسی ''روبوٹوں'' کو تہس نہس کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار دیکھے جاتے ہیں۔ قوم احتجاج کرتی ہے تو انہیں دہشت گرد دکھائی دیتی ہے۔ ان سرکاری روبوٹوں میں ''نظر کے چشمے'' بھی یہود و نصاریٰ کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن میں اکثریت ہمیشہ اقلیت نظر آتی ہے۔

ماہانہ مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی۔ ملتان

۳۱ر جنوری ۲۰۰۲ء بروز جمعرات، بعد نمازِ مغرب

ابن امیر شریعت، حضرت پیرجی

سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

نوٹ: احباب و متوسلین نمازِ مغرب تک دارِ بنی ہاشم میں پہنچ جائیں۔

المعلن: سید محمد کفیل بخاری، ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان فون: 061-511961